نوحہ

جب وطن سے کربلا میں شاہِ والا آگئے — تشنہ لب بچے بھی کوثر کا کنارہ پا گئے
جسمِ نورانی تپش سے دھوپ کی سانولا گئے — باغِ زہرا کے شجر سب دھوپ میں کمھلا گئے

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

نیزۂ قاتل دلِ صد پاش اکبر دیکھئے — لاش قاسم اور سمِ اسپاں مقدر دیکھئے
دشت میں بے جاں پڑے ہیں عون و جعفر دیکھئے — تیر سہ شعبہ برائے حلقِ اصغر دیکھئے

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

دخترِ سرور نے قیدِ شام میں رحلت جو کی — روئے یوں اہلِ حرم دیوارِ زنداں ہل گئی
حضرتِ عابد چلے تابوت اٹھا کر جس گھڑی — بیکسی میت کے آگے کہتی جاتی تھی یہی

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

کربلا میں جس گھڑی صغرا کا آیا نامہ بر　　ناصرانِ شاہِ دیں بے جاں پڑے تھے خاک پر
دیکھ کر یہ واقعہ پلٹا جو وہ خستہ جگر　　جا کے صغرا سے مدینہ میں کہا سر پیٹ کر
پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کِھلے مرجھا گئے

قیدِ زنداں سے ہوئے آزاد جب زین العبا　　اور چھٹی بندِ رسن سے دخترِ مشکل کشا
کربلا میں دفن جا کر سب شہیدوں کو کیا　　دشتِ غربت سے برابر آ رہی تھی یہ صدا
پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کِھلے مرجھا گئے

دفن لاشے کر چکے جس وقت زین العابدیں　　ساتھ رانڈوں کو لیے پہونچے مدینہ کے قریں
مطلع کرنے گیا جس دم بشیرِ دل حزیں　　کہتے تھے آواز سن کر یوں مدینہ کے مکیں
پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کِھلے مُرجھا گئے

کیا لکھوں اے فکر دشتِ کربلا کے واقعات　　ختم ہو سکتا نہیں غم کا فسانہ تا حیات
بھوکے پیاسے اٹھ گئے جس روز سے وہ خوش صفات　　آج تک آواز دیتے ہیں لبِ شطِ فرات
پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کِھلے مُرجھا گئے